© rasailojaraid.com

علماءِ کرام اور حسنِ معاش

مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی

علمائے سلف کی طالب علمی حق پسندی اور حالات اتفاق واختلاف سے ہم بحث کر چکے اور جیسی کچھ بحث کی گئی آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ایک نہایت ضروری پہلو پر ہنوز بحث باقی ہے۔وہ یہ کہ ہمارے علماء نے دنیا میں کس طرح زندگی بسر کی اور اپنی معاش کو کس طور پر حاصل کیا ان کے صفات کی تکمیل ایک حد تک اس موضوع پر منحصر ہے۔دنیا اور اس کے معاملات اگر لغو ہوتے تو پانچوں وقت کی نماز میں دین کی بھلائی سے پہلے دنیا کی بھلائی کی دعا نہ مانگی جاتی اور فقہ کی کتابوں میں صرف عبادات کے ابواب ہوتے معاملات کے پیچیدہ مسائل کا ذکر نہ ہوتا۔علما جب دنیا میں رہے اور دنیا کے تعلقات انھوں نے پیدا کیے۔کسی انسان کے محکوم بنے کسی کے حاکم۔مختلف مشرب وخیال کے آدمیوں سے مل جل کر اس عالم میں رہے تو فطرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے ان تعلقات کو کیسا نبھایا۔آیا سلیقے اور خوبی سے سب کے حقوق ادا کیے یا ان کو تسامح اور بے پروائی کے نذر کر کے اس کا دل خوش کن نام استغنا رکھا۔ائمہ مجتہدین نے جو موشگافیاں مسائل معاملات میں کی ہیں اور جو آسان راہیں کاروبار کے متعلق نکالی ہیں وہ اس امر کی زبردست شہادت ہیں کہ وہ اعلیٰ درجے کے معاملہ فہم اور معاملات دنیا پر غور فرمانے والے تھے۔اس عنوان میں سب سے اول ہم یہ دیکھیں گے کہ علمائے سلف نے اپنی معاش کن ذرائع سے پیدا کی اس کے بعد یہ بحث کرینگے کہ ان کے تعلقات ملوک ورعایا کے ساتھ کیسے رہے آخر میں ان کے مختلف حالات ایسے لکھیں گے جن سے کسی نہ کسی پہلو سے ان کی طرز معاشرت پر روشنی پڑیگی۔

علماء اور کسبِ معاش

تجارت: تجارت مسلمانوں کا مقدس پیشہ ہے۔یہ بات مسلم ہے کہ سارے مسلمانوں میں افضل صحابہ کرام تھے اور صحابہ میں مہاجرین کو فضیلت تھی اور مہاجرین میں قریش کا مرتبہ بڑھا ہوا تھا۔قریش کا خاص پیشہ تجارت تھا جس کا ذکر کلام پاک میں جابجا موجود ہے علمائے سلف میں جن بزرگوں نے معاش قوت بازو سے حاصل کی ان کا رجحان خاطر اکثر تجارت کی طرف رہا ہے چنانچہ ہم ذیل میں

☆ کرر "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" فانہا تشرح البال، وتصلح الحال، ویحمل بہا الانتقال، وترضی بنا الجلال. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک جدول کے ذریعے سے ان علما کے نام نامی مع اس مال کے جس کی وہ تجارت فرماتے تھے۔عرض کرتے ہیں اس سے معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے بڑے علمائے امت نے تجارت کے وسیلے سے کسب معاش فرمایا تھا۔

نمبر	اسمائے علماء	مال تجارت	کیفیت
۱۔	حضرت سالم ابن عبداللہ	بازار میں لین دین کیا کرتے تھے	(تذ۔جلد۱۔صفحہ۷۷)
۲۔	ابو صالح سمان	روغن زیتون وروغن زرد	(تذ جلد۱۔صفحہ۱۷۸)
۳۔	امام یونس ابن عبید	ریشمی پارچہ	(تذ۔جلد۱صفحہ۱۳۰)
۴۔	داؤد ابن ابی ہند	ریشمی پارچہ	(تذ۔جلد۱صفحہ۱۳۱)
۵۔	امام ابوحنیفہ	ریشمی پارچہ	امام ممدوح کی صدر دکان کوفے میں تھی اوران کے ایجنٹ جابجا ملک میں پھیلے ہوئے تھے جو مال خرید کر صدر کو بھیجتے تھے۔(تذ۔جلد۱ص ۱۵۱

۶۔حضرت عبداللہ ابن مبارک

امام ذہبی انکا ذکر یوں شروع کرتے ہیں' لا امام اتسام دوسرے موقع پر فرماتے ہیں

افنی عمره حاجاً وتاجراً (تذ جلد۱ص ۲۵)

۷۔ وثیمہ پارچہ ریشمی (ابن جلد۲۔صفحہ۱۷۱)

۸۔حافظ الحدیث غندر چادراورسوتی پارچات (تذ۔جلد۱۔صفحہ۲۷۵)

۹۔عبدالرزاق حمیری ، امام ذہبی فرماتے ہیں وحل تجارتہ الی الشام۔ (تذ۔جلد۱ صفحہ۳۴۴)

۱۰۔امام القراء حمزہ زیات زیتون وپنیراوراخروٹ کوفہ سے روغن زیتون' حلوان کو لیجاتے وہاں سے پنیراوراخروٹ ملاکر کوفے میں بیچتے (ابن ۔جلد۱صفحہ۱۶۷)

۱۱۔حافظ الحدیث فضل کوفی۔ زیتون وپنیراوراخروٹ (تذ۔جلد۱۔صفحہ۳۴۱)

۱۲۔حسن بن ربیع کوفی استاذ امام بخاری بوریئے اسی تجارت کی وجہ سے ان کالقب بواری ہے۔ (تذ۔جلد۲ص ۴۴)

۱۳۔ امام ابوالحسن نیشاپوری۔ (تذ۔جلد۳۔ص۱۰۱)

۱۴۔ ہشام دستوائی پارچہ دستوا، اہواز (عراق عرب) کا ایک پرگنہ تھا وہاں سے

☆اکثر من الاستغفار تمعه الرزق والفرج والذریة والعلم النافع والتیسیر وحط الخطایا. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کپڑا الاکر فروخت فرماتے تھے اسی لئے دستوائی لقب پڑ گیا (تذ جلد ۳۔صفحہ ۱۴)

۱۵۔احمد ابن خالد قرطبی — جبہ فروش — (تذ۔جلد ۳۔صفحہ ۳۶)

۱۶۔امام ابن جوزی — تانبا — ان کے گھرانے میں تانبے کی تجارت ہوتی تھی ۔آپ کبھی کبھی اپنے نام کے آگے صفار ٹھیرا لکھ دیتے (تذ۔جلد ۴ص ۱۳۷)

۱۷۔حافظ الحدیث — ادویہ — اسی تجارت کے سبب سے ان کا لقب عشاب ہو گیا تھا۔علم نباتات میں اپنے زمانے میں بےنظیر تھے۔(تذ۔جلد ۴ص ۲۱۷)

۱۸۔ابویعقوب لغوی — چوبی لٹھا — (ابن ۔ج ۱ص ۳۱۵)

۱۹۔ محمد ابن سلیمان — گھوڑے — (تذ۔ج ۳ص ۱۰۸)

حرفت :جن علمائے سلف نے اپنی معاش حرفت کے ذریعے سے حاصل کی اوران کے نام ہم کومعلوم ہوسکے ان کے نام اورکام نیچے کے نقشے میں درج کئے جاتے ہیں۔

نمبر	اسمائے علما	نام حرفت	کیفیت
۱۔	ابوالفضل دمشقی طیب مشہور	نجاری	اس فن میں وہ بہت ماہر تھے اورکثرت سے کام ان کے پاس آتا بیمارستان کبیر شاہی شفاخانہ کے اکثردروازے ان کے ہاتھ کے بنے تھے۔جامع مسجد دمشق کی گھڑیاں (ساعات) انھوں نے درست کی تھیں اوران کی نگرانی کے متعلق ان کوتنخواہ ملتی تھی (تذ۔جلد ۴۔صفحہ ۴۰)
۲۔	ابن طاہر	کتابت	صحیحین اورابوداؤد سات سات باراورسنن ابن ماجہ دس بار اجرت پر لکھی (تذ۔جلد ۴۔صفحہ ۴۰)
۳۔	امام ابوالولید باجی	تاردبکنا	(تذ۔جلد ۱۳۔۳۷)
۴۔	ابوسعید نحوی	کتابت	دس ورق روزانہ لکھتے تھے۔یہ کام کرکے عدالت قضا میں اجلاس کرتے۔انہیں اوراق کی اجرت پر بسراوقات تھی۔ (نزہتہ۔صفحہ ۳۸۱)

☆اقنع بصورتك وموهبتك ودخلك واهلك وبيتك تجد الراحة والسعادة.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۔ ابن الہیثم طبیب نامور کتابت تین کتابیں سال بھر میں لکھتے۔ مجسطی۔ متوسطات اوراقلیدس۔ ان کی قیمت ڈیڑھ سواشرفی لیتے اورانہیں روپوں پر بسر کرتے

۶۔ امام ابن الخاضیہ کتابت (تذ۔ ج۴ص۲۴)

ملازمت: ملازمت اس لحاظ سے کہ وہ انسانی آزادگی پر ایک ٹکس اور بھاری ٹکس لگانے والی ہے۔ ان مزاجوں کوراس نہیں جوسارے عالم کے بکھیڑوں سے ایک علم کی خاطر آزاداور بے تعلق رہنا پسند کرتے ہیں اوراس وجہ سے ابتداءً ہم کواس سے مایوسی تھی کہ ہم اس حصہ عنوان ہذا کومعمور کرسکیں گے۔ مگرواقعات نے ہماری مایوسی کوبدگمانی ثابت کیا اورحالات نے بتلایا کہ علمائے سلف نے علمی شان کوقائم رکھ کراعلی سے اعلی دنیاوی عہدے حاصل کئے اوران کے فرائض قابل ستائش طریقے سے انجام دیئے ہیں۔ ہم ذیل میں چندان علماء کے اسم گرامی درج کرتے ہیں جوعہدہ جلیلہ وزارت تک ترقی کرکے پہنچے۔ اس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ اس سے کم درجے کے عہدے بھی ان کی ذات سے ممتاز رہے ہوں گے۔

نمبر	اسمائے علما	کس بادشاہ کے وزیر رہے	کیفیت
۱۔	امام ابوالفضل ابن خزابہ بغدادی	ملک کافور والی مصر	امام دارقطنی نے ان سے روایت کی ہے اورحافظ شارخ ان کی نسبت فرماتے ہیں کان من الحفاظ الثقاۃ (انوارالسرا ج۳ص۲۲۶٬۲۲۷
۲۔	قاضی علامہ ابن نظیر		(تذ۔ جلد۳۔ صفحہ۲۶۳)
۳۔	امام ابن حزم	خلیفہ مستظہر باللہ	(تذ جلد۳ صفحہ۳۲۴)
۴۔	امام لغت ونحو اقلیلی	مکتفی باللہ خلیفہ اندلس	(ابن جلد۱۔ صفحہ۱۲)
۵۔	کمال الدین فقیہ شافعی	نورالدین زنگی والی شام ومصر	قاضی ابن خلکان ان کی نسبت کہتے ہیں کان عظیم الریاسۃ خبیرابتدبیرالملک (ابن ج۱ص۴۷۲)
۶۔	مولانا تاج الدین ابراہیم پاشا رئیس الوزرا	سلطان بایزید یلدرم	(شق۔ ج۱۔ ص۲۳۱)

تلاش سے اوربھی مثالیں مل سکتی ہیں مگرنمونے کے لئے اسی قدرشاید کافی ہونگی کم درجے کی ملازمتیں اختیارکرنے سے بھی علما کواحترازنہیں رہا ہے۔ چنانچہ لکھاہے کہ قبیصہ خلیفہ عبدالملک کے مہردار تھے۔ امام اسمعیل جوامام اوزاعی کے استاد ہیں خلیفہ منصور کے توشہ خانے (خزانۃ الثیاب) کے

☆اعلم ان مع العسر یسرا وان الفرج مع الکرب وانہ لایدوم الحال وان الایام دول۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

داروغہ۲۔۔

اسی سلسلے میں ہم کچھ نظیریں ان علما کی پیش کرنا چاہتے ہیں جو وقتا فوقتا ایک دربار کی جانب سے دوسرے دربار کو بطور سفیر تشریف لے گئے۔سب سے زیادہ قابل غور امام شعبی اور شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کی مثالیں ہیں۔اول الذکر میں یہ امر لائق لحاظ ہے کہ جس دربار کی طرف سفارت لے کر گئے غیر مسلم دربار تھا اور دوسرے میں وہ تفرد و تجرید قابل ملاحظہ ہے جو سر کردہ سلسلہ سہروردیہ تعلقات اور علائق سے تھی۔یہ مثالیں بین ثبوت اس امر کا ہیں کہ علمائے کرام کو ہر حال میں مسلمانوں کے مصالح دینی کے ساتھ دنیوی مصلحتوں پر نظر رہی ہے اور دونوں کو انھوں نے قابل توجہ خیال فرمایا ہے۔

نمبر اسمائے علما	کس دربار کی جانب سے سفیر ہوئے	کس دربار میں گئے	کیفیت
۱۔امام شعبی	خلیفہ الملک اموی	قیصر روم	قیصر کے دل

پر ان کی دانشمندی کا بہت اثر ہوا۔اور اس نے خلیفہ کو لکھا کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے شخص کے ہوتے ہوئے مسلمانوں نے کیوں دوسرے شخص کو خلیفہ بنایا جب واپس آنے پر خلیفہ نے یہ فقرہ امام شعبی کو سنایا تو آپ نے کہا اور خوب کہا کہ قیصر نے مجکو تو دیکھا مگر آپ کو نہیں دیکھا آپ کو دیکھ لیتا تو ایسا نہ کہتا (تذ۔ج ا۔ص ۷۴)

نمبر اسمائے علما	کس دربار کی جانب سے سفیر ہوئے	کس دربار میں گئے	کیفیت
۲۔شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی	دیوان عزیز یعنی دربار بغداد	دربار اربل	(ابن۔ج ا۔ص ۴۵۱)
۳۔ حافظ ابن ماکوئی	دیوان عزیز	طغاخاں والی سمرقند	(تذ۔جلد ۴۔ص ۵)
۴۔ امام ابوالمحاسن قرشی	دیوان عزیز	نورالدین زنگی	اس وقت کی ان کی عمر تیس برس کی تھی (تذ۔جص ۱۵۸۴)
۵۔امام ابویعقوب شیرازی	دیوان عزیز	متعدد دربار	(تذ۔جلد ۴۔ص ۱۵۰)
۶۔محمد ابن سلامہ قضاعی	دربار مصر	دربار روم	حمیدی نے ان سے روایت کی ہے (ابن ج ا۔ص ۴۶۲)
۷۔کمال الدین فقیہ شافعی	خلیفہ مقتفی باللہ	قلیج ارسلان والی روم	(ابن جلد ا۔ص ۴۷۲)

☆تفاءل ولا تقنط ولا تياس واحسن الظن بربك وانتظر منه كل خير وجميل.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۸۔علامہ قوبجی شارح تجرید مرزا الغ بیگ والئی سمرقند سلطان محمد خاں فاتح

ان دونوں سلطنتوں میں نزاع تھا اسی لئے یہ بھیجے گئے تھے ان کی حسن سعی سے صلح ہوگئی (شق ج ا۔ص ۱۷۷)

تمول

اہل کمال کے لئے مال دار ہونا ان کی خوبی میں داخل نہیں اور نہ اس کے عدم یا وجود سے ان کی عظمت کم یا زیادہ ہوسکتی ہے با ایں ہمہ متمول ہونا اور باکمال ہونا یہ دونوں صفتیں باہم منافی بھی نہیں۔حالات خاص نے اس کا مخالف پہلو ذہنوں میں راسخ کردیا ہے۔اوراس پہلو کے ذہن نشین ہونے سے بجائے نفع کے قوم کو نقصان پہنچا ہے۔ہم اس غلطی کو رفع کرنے کے لئے مختصر سے واقعات ایسے عرض کرنے کے درپے ہیں جو علمائے دین اور ائمہ مذہب کے تمول کا ثبوت دیں ان میں سے بعض اوقات یہ بھی دکھلائیں گے کہ جو دولت سرمایہ غفلت تصور کی گئی ہے وہی نیک اور لائق ہاتھوں میں پہنچ کر کیسی خیر و برکت کا باعث ہوسکتی ہے۔

امام لیث مصری کی سالانہ آمدنی اسی ہزار اشرفیاں تھیں (آٹھ لاکھ روپے) مگر کبھی ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوئی (اس لئے کہ سال گزرنے سے پہلے کل آمدنی نیک کاموں میں صرف کردیتے تھے[۳]۔امام وعلج بغدادی جو دارقطنی کے استاد ہیں ان کی سرکار سے مکہ مکرمہ عراق اور سجستان کے علماحدیث کے وظائف مقرر تھے۔مکہ مکرمہ میں ایک مکان جس کا نام دارالعباس تھا انہوں نے تیس ہزار اشرفی کو خریدا تھا۔جب انہوں نے وفات پائی۔تو معزالدولہ نے تین لاکھ اشرفیاں ان کے ترکے میں سے لے لیں[۴]۔امام ابولہیثم کی نسبت لکھا ہے کہ بہت مالدار تھے تین یا چار دفعہ انہوں نے اپنے ہم وزن چاندی خیرات کی تھی[۵]۔حافظ ابن العربی کے تمول اور فیاضی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اشبیلیہ (واقع اندلس) کی شہر پناہ انھوں نے اپنی جیب خاص سے تعمیر کرائی تھی[۶]۔حافظ رئیس ابن ابی ذیل ہروی کی سالانہ آمدنی اتنی تھی کہ عشر کی بابت ایک ہزار خروار غلے کی سال بسال ان کی سرکار میں آتی تھیں۔امام ذہبی ان کی نسبت فرماتے ہیں کـــان کثیــر الامــوال قاضی عیاض صاحب مشارق الانوار کو اپنے عہد میں اس قدر رفعت اور ریاست حاصل تھی کہ کبھی کسی کو ان کے شہر میں نصیب نہیں ہوئی۔امام موصوف فرماتے ہیں کہ جس قدر ان کی رفعت بڑھی اسی قدر ان کی تواضع اور خوف الٰہی میں

☆افرح باختيار الله لك فانك لا تدرى بالمصلحة فقد تكون الشدة خير لك من الرخاء. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترقی ہوتی گئی ہے۔ شیخ ابوحامد اسفرائنی کی نسبت ابن خلکان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ انتھت الیہ ریاسۃ الدنیا والدین ببغداد۔

علما کے تعلقات سلاطین کے ساتھ اور ان کا اثر سلاطین پر

انقلاب زمانے نے جوتہ بہ تہ پردے علمائے سلف کے حالات پر ڈالے ہیں انہوں نے ان کی بہت سی اعلی اور مفید صفتیں نظروں سے چھپادی ہیں جب ان کے صفات کی اصلی تصویریں چھپ گئیں تو ذہنوں میں ان کے غلط نقشے کھینچے اور جیسے وہ نہ تھے ویسے مانے گئے اور جب ان غلط نقشوں کی پیروی کی گئی تو قدم راہ صواب سے دور جاپڑے اور مقصود فوت ہوگیا۔ علمائے کرام کی نسبت گویا یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ان کو سلطنت وسلاطین سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ تعلق ان کے لئے زیبا ہے۔ اسی خیال کا یہ اثر ہے کہ ہم صدیوں سے علما اور سلاطین کو باہم محض ناآشنا اور بیگانہ پاتے ہیں۔ جن دقیق نگاہوں نے سوسائٹی کے حالات اور اس کے باہمی تعلقات کی پوری پوری چھان بین کی ہے انہوں نے پتہ لگایا ہے کہ مختلف تمدنی گروہ کسی نہ کسی قانونی سلسلے میں ضرور جکڑے ہوئے ہیں اور اپنی اپنی متناسب جگہ پر کسی نہ کسی اصولوں کے مطابق قائم ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ان سلسلوں میں سے کوئی سلسلہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو نظام قومی درہم برہم ہوجائے گا۔ کوئی شبہ نہیں کہ جب علما کا قدم سلسلہ انتظام سے نکل گیا تو جو کام اس عظیم الشان سلسلے میں ان کے کرنے کے تھے وہ ابتر ہوگئے اور اس طرح حکومت وخلافت کی وہ ہیئت کذائی قائم نہ رہی جو اسلام نے کھینچی تھی۔ ہم نے جس تعلق کی نفی اوپر کی ہے اس سے ہماری مراد وظیفہ خواری یا صلہ بخشی کا تعلق نہیں ہے بلکہ وہ تعلق مراد ہے جو ایک رکن انتظام کو اس کے سرگروہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہماری اس تمہید کو جو حضرات ملاحظہ فرمائیں وہ علما کا مفہوم ذرا عالی ذہن میں قرار دیں ورنہ ہمارے الفاظ بھٹی سے زیادہ رتبہ حاصل نہ کریں گے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ ہر منصب اور ہر مرتبہ خاص خاص صفات چاہتا ہے اور جب تک انسان وہ صفات نہ پیدا کرے اس منصب کے لائق نہیں ہوسکتا۔ جن علماء کے سلسلہ انتظام سے خارج ہوجانے کی وجہ سے ہم نے سلسلہ حکومت کو ابتر قرار دیا ہے وہ علما وہ تھے جو مدبرانہ دل ودماغ رکھتے تھے اور معاملے کو معاملے کے پہلو سے سمجھنے والے تھے نہ کسی اور پہلو سے ہم جو واقعات اس سلسلے میں پیش کریں گے وہ شاید اس بات کے ثابت کرنے میں قاصر نہ رہیں کہ علما نے جو سلطنتوں اور سلاطین سے تعلق رکھا تو وہ تعلق

☆ البلاء یقرب بینک وبین اللہ ویعلمک الدعاء ویذھب عنک الکبر والعجب والفخر۔ ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عامۃ المسلمین اور خود سلطنت کے حق میں کیسا مفید ہوا۔اور کیسی دینی اور دنیاوی برکتیں ان سے مسلمانوں کو پہنچیں جو تعلق ایسا فائدہ منداور نافع تھا وہ حقارت اور نفرت سے دیکھے جانے کے لائق نہ تھا۔اس میں کچھ شبہ نہیں کہ بہت سے علمائے کرام وقتاً فوقتاً یا ہمیشہ ایسے گزرے ہیں جنھوں نے ایسے تعلقات کو عار بلکہ مضر تصور فرمایا ہے مگر ساتھ ہی اس کے ہجری صدیوں کے اوائل میں کچھ نہ کچھ علمائے کرام ہمیشہ ایسے بھی موجود ہوتے تھے جو ان تعلقات کو اختیار فرماتے تھے اور اس طرح دینی ودنیاوی سلسلوں میں سد سکندری قائم نہیں ہونے پاتی تھی۔امام اعظم نے عہدہ قضا قبول نہیں فرمایا اور اس سختی سے انکار فرماتے رہے کہ درے کھائے قید بھگتی انھیں کے شاگرد رشید امام ابو یوسف سارے قاضیوں کے سرگروہ بنے اور ہارون الرشید کی مشہور خلافت کی خوبیوں میں ایک خوبی ان کی ذات سے پیدا ہوئی۔ **وللناس فیما یعشقون مذاھب**

حضرت عمر ابن عبدالعزیز جن کی خلافت، خلافت راشدہ مانی گئی ہے اور جن کے عہد حکومت نے عالم کو عدل وانصاف سے مالا مال کر دیا تھا۔اگر ایک امام تابعی کا قدم درمیان میں نہ ہوتا تو بظاہر اسباب دنیا ان کی حکومت کی نعمت سے محروم رہتی اور از سر نو عالم میں اسلامی تازہ روح نہ پھکتی ۔جب سلیمان ابن عبدالملک خلیفہ دمشق کو شدت مرض نے مایوسی کے انداز دکھلائے اور رحلت کے قرب کی پیشین گوئی کی تو اس کو اپنے جانشین کے تعین کی فکر ہوئی ایک کاغذ پر اس نے ولی عہد کا نام لکھا اور مشورے کے لئے امام رجاء [۱۸] ابن حیات کے سامنے پیش کیا۔امام ممدوح نے جو اس کو پڑھا تو اس میں خلیفہ کے ایک نابالغ بیٹے کا نام درج پایا۔یہ دیکھ کر انھوں نے سلیمان سے فرمایا کہ خلیفہ کو اگر قبر میں آسودگی مطلوب ہے تو اپنا جانشین مرد لائق مقرر کرنا چاہئے۔خلیفہ کے دل میں ان کا یہ کلام چبھا اور اس نے کہا کہ میں مکرر غور کرلوں۔ایک یا دو دن کے توقف کے بعد اس نے وہ کاغذ چاک کر ڈالا۔اور امام ابن حیات کو بلا کر پوچھا کہ میرے بیٹے داؤد کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔امام نے فرمایا کہ وہ قسطنطنیہ کی مہم پر یہاں سے صدہا میل دور ہے اور نہ معلوم اس وقت زندہ بھی ہے یا نہیں۔

خلیفہ: تو پھر میں کس کو ولی عہد مقرر کرلوں۔

امام: جو امیر المومنین کی رائے میں اس منصب کے قابل ہو۔

خلیفہ: عمر ابن عبدالعزیز کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔

امام: میرے خیال میں وہ نیک فاضل اور سلیم الطبع ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلیفہ: تمہاری رائے درست ہے وہ ایسے ہی ہیں اور میں انھیں کو ولی عہد کروں گا۔

یہ کہہ کر سند ولی عہدی حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے لئے لکھی اور اس کو سربمہر کر دیا۔ اس کے بعد کوتوال شہر کو طلب کر کے حکم دیا کہ خاندان خلافت کے کل ارکان حاضر کئے جائیں۔ جب سب حاضر ہو لئے تو امام رجاء نے حسب ایمائے خلیفہ اس سربمہر کاغذ پر سب سے بیعت لی اور بعد بیعت ان کو رخصت کر دیا۔ اس عہدنامہ کی تکمیل کے بعد اجل نے سلیمان کو زیادہ مہلت نہیں دی اور چند ہی ساعت کے بعد اس ملک کو مال سے جدا کر دیا۔ امام ابن حیات نے ایک معتمد ایوان خلافت کے دروازے پر بٹھا دیا کہ کسی کو اندر نہ جانے دے اور اس طرح وفات کی خبر کو شائع ہونے سے روک دیا۔ اس انتظام سے فارغ ہو کر انھوں نے کوتوال کے ذریعے سے پھر اہل بیعت خلافت کو بلایا اور دوبارہ اس سربمہر فرمان پر بیعت لی۔ جب بیعت ہو چکی اور انھوں نے سمجھ لیا کہ اب کل کارروائی مستحکم ہے تو فرمایا کہ خلیفہ نے وفات پائی اور یہ کہہ کر کاغذ کھول کر سنایا۔ جب ہشام ابن عبدالملک نے (جو دعویدار خلافت تھا) حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا نام سنا تو کہنے لگا۔ کہ قسم ہے رب کی ہم کبھی ان کی بیعت نہیں کر سکتے۔ امام رجاء نے کہا کہ بہتر ہے کہ کھڑے ہو اور آ کر بیعت کر وورنہ تلوار سے تمہارا ہی فیصلہ ہو جائے گا۔ ہشام کو موقعے کا رنگ دیکھ کر چار و ناچار بیعت کرنی پڑی۔ ہشام کی بیعت کے بعد امام رجاء نے حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا بازو پکڑا اور منبر پر بٹھا دیا۔ منبر پر پہنچتے ہی ان کی خلافت کا عملی دور شروع ہو گیا۔ اس واقعہ سے امام رجاء ابن حیات کی قوت فیصلہ۔ حسن تدبیر اور استقلال طبیعت جیسا کچھ ظاہر ہوتا ہے الفاظ خود بتا رہے ہیں۔ ہمارے بتانے کی کچھ حاجت نہیں ۹۔

امام ابو یوسف کا جو اقتدار خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں رہا اس سے ایک عالم واقف ہے۔ ابن خلکان ان کی نسبت لکھتے ہیں کہ ابو یوسف علم و حکمت اور ریاست و اقتدار میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ ان کے زمانے میں ان سے بڑھ کر کوئی دربار میں نہ تھا۔ ۱۰ یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ مذہب حنفی کی اشاعت میں امام ابو یوسف کے اقتدار نے غیر معمولی قوت پیدا کر دی تھی۔ امام یحیی ابن یحیی مصمودی جو حضرت امام مالکؒ کے شاگرد رشید اور موطا کے ناقل ہیں ملک اندلس کے امرا و سلاطین کے یہاں بہت محترم تھے اسی اقتدار کے اثر سے امام مالک کا مذہب ملک اندلس میں پھیلا ۱۱۔ ایک اور امام وقت حضرت یحیی ابن اکثم دربار مامونی میں اول درجے کے ذی اثر رکن تھے۔ ابن خلکان ان کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہیں۔ ان کے علم۔ فضل۔ ریاست اور سیاست اور اس تعلق سے جوان

☆احسن الی الناس وقدم الخیر للبشر لتلقی السعادۃ من عیادۃ مریض واعطاء فقیر والرحمۃ بیتیم۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوخلفا اور سلاطین کے ساتھ رہا زمانہ واقف ہے۔ مامون الرشید کے مزاج پر وہ اس قدر حاوی تھے کہ کسی کی وقعت ان سے زیادہ خلیفہ کے دل میں نہ تھی۔ چونکہ خلیفہ کو علوم میں کمال تھا اس لئے اس نے ان کے علم وعقل کے مرتبے کو کماحقہ سمجھا تھا۔ عہدہ قاضی القضاتی پر وہ ممتاز تھے۔ تدبیر مملکت میں ان کو اس قدر مداخلت حاصل تھی کہ وزرا کے احکام ان کی رائے لینے کے بعد نافذ ہوتے تھے۱۲۔ سلطان شہاب الدین غوری (جس کا نام تاریخ ہندوستان میں آج تک روشن ہے) کی مدد آغاز کار میں امام فخر الدین رازی نے اپنے مال ودولت سے فرمائی تھی۔ جب وہ بڑھ کر سلطان ہوگیا تو یہ اس کے دربار میں گئے اور شہاب الدین نہایت احترام کے ساتھ پیش آیا۔ اسی طرح امام ممدوح دربار خوارزم میں موقر اور محترم تھے۱۳۔ امام زہری خلیفہ عبدالملک اور ہشام کے مقربین میں تھے۱۴۔ اور خطیب بغدادی عزالدولہ کے مقربوں میں داخل تھے۔۱۵ مولانا قونیوی کی نسبت لکھا ہے کہ سلطان روم کے حضور میں ان کو نہایت ہی قدر تمکین حاصل تھی اور نو برس تک وہ اسی شان سے مقبول بارگاہ سلطانی رہے۔۱۶ امام غزالی نے جب امیر المسلمین یوسف ابن تاشفین کی تعریف سنی تو اس سے ملنے کے لئے افریقہ کو روانہ ہوئے۔ امام ممدوح ہنوز منزل مقصود تک نہ پہنچے تھے کہ امیر موصوف کو اجل نے عالم آخرت میں پہنچا دیا۔ یہ خبر امام غزالی نے اسکندریہ میں سنی اور وہیں سے واپس چلے آئے۔۱۷

ابن رافع قشیری حافظ حدیث اپنے مکان پر حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے اور طلبہ کے علاوہ خراسان کے امیر نامور طاہر کی اولاد بھی مع خدم وحشم حاضر درس ہوتی۔ شیخ کے جلال کا یہ عالم ہوتا تھا کہ کسی کو بات کرنے یا مسکرانے کی تاب ومجال نہ ہوتی۔۱۸ ملکِ عادل سلطان صلاح الدین کا بھائی بڑے دبدبے اور سطوت کا فرمان روا گزرا ہے۔ ایک مرتبہ محدث اسلام عبدالغنی دمشقی اس سے ملنے گئے تھے۔ ملک عادل کا بیان ہے کہ جس وقت حافظ عبدالغنی میرے سامنے آئے تو مجھکو یہ معلوم ہوا کہ ایک شیر آگیا۔۱۹ امیر تیمور نے ایک روز اپنا ایک قاصد کسی ضروری کام پر روانہ کیا اور اس کو عام اجازت دی کہ ضرورت کے وقت جس کا گھوڑا مل جائے اس پر سوار ہولے۔ قاصد کو چلتے چلتے ایک جگہ سواری کی حاجت ہوئی۔ اتفاقاً اسی موقع پر علامہ تفتازانی مصنف مطول خیمہ زن تھے اور خیمے کی پشتیگاہ میں ان کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے برید وہاں گیا اور جاتے ہی بے دھڑک ایک گھوڑا کھول لیا علامہ ممدوح اس وقت اپنے خیمے کے اندر تھے۔ اس قصے کی اطلاع ہوئی تو نہایت برہم ہوئے اور قاصد سلطانی کو پٹوا کر نکلوا دیا۔ وہ جب لوٹ کر دربار میں پہنچا تو علامہ کی شکایت پیش کی امیر تیمور کا جو حال یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ماجرا سن کر ہوا ہوگا آسانی سے قیاس میں آسکتا ہے؟ ہیجان غضب کے سبب سے تھوڑی دیر ساکت رہا اس کے بعد کہا کہ اگر شاہرخ یہ حرکت کرتا تو بیشک سراپا تا مگر میں ایسے شخص کا کچھ نہیں کر سکتا جس کا قلم ہر شہر و دیار کو میری تلوار سے پیشتر فتح کر چکا تھا عمرو صفار والی خراسان امام خفاف سے کہا کرتا تھا کہ چچا اگر میں کوئی کام آپ کی مرضی کے خلاف کروں تو آپ میری گردن اڑا دیں۔۲۰

سلاطین عثمانیہ میں سلطان سلیم خاں بڑے جلال اور ہیبت کا بادشاہ ہوا ہے۔ ایک روز اس کو ملازمان خزانہ پر غصہ آ گیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ مولانا علاء الدین جمالی ان دنوں قسطنطنیہ میں مفتی تھے انھوں نے جو یہ سخت حکم سنا تو ان بے کس ملازموں پر رحم آیا اور سلطان کو سمجھانے کے لئے باب عالی کو تشریف لے گئے قاعدہ یہ تھا کہ مفتی صدر بدون کسی حادثہ عظیم کے باب عالی کا قصد نہیں کرتا تھا۔ جب یہ ایوان وزراء میں داخل ہوئے تو سارے اہل دیوان حیران رہ گئے کہ خدا خیر کرے مفتی صاحب کیسے تشریف لائے۔ حضور سلطانی میں ان کی اطلاع ہوئی اور یہ اجازت ملی کہ تنہا آئیں۔ یہ وہاں پہنچے اور سلام کر کے بیٹھ گئے بیٹھنے کے بعد سلسلہ تقریر یوں شروع کیا۔

جو علما منصب فتوی رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ سلطان وقت کی آخرت درست رکھنے کی فکر رکھیں۔ میں نے سنا ہے کہ سلطان نے ڈیڑھ سو آدمیوں کے قتل کا حکم دیا ہے حالانکہ شرعا یہ تجویز ناجائز ہے لہذا میں عفو سلطانی کی استدعا کرتا ہوں۔

سلطان کو اپنے مفتی کی یہ مداخلت نہایت شاق اور ناگوار معلوم ہوئی اور قہر آلود ہو کر کہا کہ تم کو اپنی حد اختیار سے بڑھنا اور امور سلطنت میں دخل دینا نہیں چاہئے۔

انھوں نے جواب دیا کہ میں معاملات سلطنت میں دخل نہیں دیتا بلکہ عاقبت سلطانی کی عافیت چاہتا ہوں اور میرا یہ فرض ہے ان عفوت فلک النجاۃ و الافلک عقاب عظیم

سلطان کے دل پر اس کلام کی جلالت اثر کر گئی اور غصہ فرو ہو گیا۔ اور ان تمام ملازموں کی خطائیں معاف کر دیں۔

جب مفتی ممدوح نے اٹھنے کا قصد کیا تو فرمایا کہ میں سلطان کی آخرت کے متعلق تو فرض منصبی ادا کر چکا اب ایک بات شانِ سلطنت کی نسبت کہنا چاہتا ہوں۔

سلطان نے پوچھا وہ کیا؟

☆اعلم انک لست الوحید فی البلاء فما یلم من الہم احد و ما نجا من الشدۃ بشر.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

توانھوں نے جواب دیا کہ یہ سب بے چارے آپ کے غلام ہیں کیا یہ مناسب ہوگا کہ غلام شاہی ہوکر در بدر مانگتے پھریں۔

سلطان نے فرمایا کہ نہیں۔

انھوں نے کہا تو ان کی جگہ (ملازمت) پھرانہیں کو عطا فرمائی جائے۔

سلطان نے ازراہ مراحم خسروانہ اس کو بھی قبول کیا مگر یہ کہا کہ ان کو قصور کی سزا ضروردی جائے گی۔مولانا نے فرمایا کہ اس میں مجھ کو کچھ کلام نہیں ہے کیوں کہ تعزیری سزارائے سلطانی پر منحصر ہے۔اتنا کہہ کر سلام کیا اور گھر کو چلے آئے۔۲۱

فجزاھم اللہ احسن الجزاء منا و من اہل الاسلام..............(جاری ہے............)

حواشی

۱۔تذ۔ج ۱۔ص ۵۲
۲۔تذ۔ج ۱۔ص ۲۳۰
۳۔الرحمۃ الفیثیہ صفحہ ۶
۴۔تذ ج ۳۔صفحہ ۹۸
۵۔تذ۔ج ۱۔صفحہ ۲۳۶
۶۔تذ۔ج ۴ صفحہ ۹۱
۷۔تذ۔ج ۳۔صفحہ ۲۱۳
۸۔تذ ج ۴۔صفحہ ۱۰۰
۹۔ابن۔ج ۱۔صفحہ ۱۹

۱۰۔تابعین کے چوتھے طبقے میں فن حدیث کے امام ہیں۔مکحول نے ان کو سید اہل شام بتایا ہے اور بعض نے شامیوں میں سب سے زیادہ فقیہ ان کو مانا ہے۔(تذ۔ج ۱۔ص ۱۰۵)

۱۱۔کامل ابن اثیر۔ج ۵۔صفحہ ۱۲۱۵
۱۲۔ابن۔ج ۲۔صفحہ ۳۰۴
۱۳۔ابن۔ج ۲ صفحہ ۲۱۶
۱۴۔ابن۔ج ۲۔صفحہ ۲۱۷
۱۵۔ابن۔ج ۱۔صفحہ ۴۰۵
۱۶۔ابن۔ج ۱۔صفحہ ۴۵۱
۱۷۔تذ۔ج ۳۔صفحہ ۳۳۴
۱۸۔العقد المنظوم صفحہ ۳۶۹
۱۹۔ابن۔ج ۲۔صفحہ ۳۷۰
۲۰۔اگر تم معاف کردو گے تو نجات پاؤگے ورنہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگے۔
۲۱۔شق۔ج ۱۔صفحہ ۲۴

☆تیقن ان الدنیا دار محن و بلاء و منغصات و کدر فاقبلها علی ما هي عليه واستعن بالله.☆

© rasailojaraid.com